جناب اختر راہی

محقق جلال الدین دوانی

مسلم فلاسفہ و حکما میں گنتی کے چند افراد "محقق" کے نام سے علمی دنیا میں معروف ہیں۔ ان میں سے ایک محقق دوانی ہیں۔ ان کا نام محمد اور لقب جلال الدین ہے اور وطن کی نسبت سے دوانی مشہور ہوئے۔ والد کا نام سعد الدین اسعد تھا جو دوان کے منصبِ قضا پر فائز تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

وہ ۸۳۰ھ میں صوبۂ شیراز کے ضلع کازرون میں "دوان" نام کی ایک چھوٹی سی بستی میں پیدا ہوئے۔ یہ بستی کازرون کے شمال میں تقریباً دو فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔ دنیائے علم میں "دوان" کی شہرت محقق دوانی کی جائے ولادت کی حیثیت سے ہے۔

تعلیم و تربیت

دوانی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سعد الدین اسعد سے حاصل کی جو اپنے دَور کے نامور علما میں شمار ہوتے تھے۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے شیراز گئے۔ اس وقت شیراز میں محقق سید شریف الدین جرجانی کے دو ممتاز شاگردوں خواجہ حسن بقال اور مولانا محی الدین انصاری کو شنکاری کا طوطی بولتا تھا۔ دوانی نے ان دونوں بزرگوں سے اکتسابِ فیض کیا اور ان کی علمی مجالس سے جی بھر کر خوشہ چینی کی۔ بعض فارسی کتابیں مولانا ہمام الدین گلباری سے پڑھیں جنھوں نے "طوالع الانوار" کی ایک مفید شرح لکھی ہے۔ علمِ حدیث کی تحصیل کے لیے شیخ صفی الدین ایجی کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت عنفوانِ شباب ہی میں مروّجہ علوم کی تحصیل کر لی اور وقت کے چیدہ علما میں شمار ہونے لگے۔

کہا جاتا ہے کہ جن دنوں وہ شیراز میں تعلیم حاصل کر رہے تھے نہایت تنگ دست تھے۔ عسرت اور افلاس کا یہ عالم تھا کہ رات کو مطالعہ کے لیے تیل تک خریدنے کی استطاعت نہ تھی۔ مگر مالی مشکلات کا کمال صبر و ہمت سے مقابلہ کیا اور تحصیلِ علم کے لیے برابر کوشاں رہے۔ بعض اوقات

شیراز کی جامع مسجد کے صدر دروازے میں روشن چراغ کے پاس کھڑے ہو کر گھنٹوں پڑھتے رہتے تھے۔

دورانِ تعلیم میں جس قدر عسرت اور تنگ دستی کے دن گزارے تھے تعلیم سے فراغت کے بعد اسی قدر خوشحالی کے دروازے وا ہو گئے۔ انھوں نے کثرتِ مال ومنال کے باوجود دولت و ثروت کے حصول میں پوری کوشش کی۔ اس سلسلے میں ان کا نقطۂ نگاہ عام علما سے مختلف تھا۔ وہ علوم کی اشاعت و تبلیغ اور ان کی قدر وقیمت کے لیے مال و دولت کو بہت ضروری خیال کرتے تھے، جیسا کہ ان ہی کے اس شعر سے عیاں ہے:

مرا بہ تجربہ روشن شد ایں در آخر حال — کہ قدرِ مرد بہ علم است و قدرِ علم بہ مال

علمی مشاغل

دوانی کی شہرت سُن کر دور و نزدیک سے طلبہ پروانہ وار ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ان کی علمی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ وہ امیر زادہ یوسف بن مرزا جہان شاہ کی علمی مجلس کی صدارت بھی کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد اس منصب سے مستعفی ہو کر شیراز کے مدرسۂ بیگم میں، جو "دار الایتام" کہلاتا تھا، فرائض تدریس انجام دینے لگے۔

اس وقت عراق، فارس اور آذربائیجان کا حاکم سلطان یعقوب بائندری (۸۸۳-۸۹۶ھ) تھا۔ سلطان یعقوب نے دوانی کے علمی تبحّر اور خداداد ذہانت کو دیکھتے ہوئے فارس کے قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ چنانچہ سلاطین بائندری کے عہد میں اس منصبِ جلیلہ پر فائز رہ کر عدل و انصاف کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ فرائض منصبی سے جو وقت بچتا وہ تصنیف و تالیف میں گزارتے تھے۔

دوانی کی شہرت نہ صرف علمی حلقوں بلکہ امرا و سلاطین کے درباروں میں بھی تھی۔ اس لیے امرا و سلاطین اپنے ہاں آنے کی دعوتیں دیتے رہتے تھے۔ ایسی ہی دعوتوں کے سلسلے میں دوانی نے عربستان، تبریز اور بغداد کا سفر کیا تھا۔

معاصرانہ چشمک

دوانی کے معاصرین میں میر صدر الدین شیرازی، اور ان کے صاحبزادے میر غیاث الدین منصور خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ میر صدر الدین شیرازی کو معقولات میں کمال حاصل تھا اور فلسفہ و منطق میں ان کے متعدد حواشی اور رسائل یادگار ہیں۔ شیرازی اور دوانی ایک دوسرے کو حریفِ پنجہ کش

خیال کرتے تھے۔ حکام وقت بھی ان کی معاصرانہ چشمک سے بخوبی آگاہ تھے اور شیراز کے حاکم ان دونوں عالموں میں علمی مناظروں اور تبادلہ خیالات کا اہتمام کرتے تھے۔ خوند میر لکھتا ہے:

"ہر کس کہ والئی شیراز بود، جہت تحقیق دقائق طبع ایشان مجالس ساختہ مستفید و بہرہ مندمی گردید۔"

چنانچہ جب دوانی نے مولانا علاءالدین قوشجی کی "شرح تجرید" پر فاضلانہ حاشیہ لکھا تو اسے دیکھ کر خود مؤلف مولانا قوشجی نے دوانی کے علم و فضل کی تعریف کی۔ لیکن میر شیرازی نے اس پر اعتراضات وارد کیے۔ یہ دیکھ کر دوانی نے اعتراضات کا جواب دینے کے لیے ایک دوسرا حاشیہ لکھا۔ امتیاز کی خاطر پہلے حاشیہ کو "حاشیۂ قدیم" اور دوسرے کو "حاشیہ جدید" کا نام دیا گیا۔ شیرازی نے نئے حاشیہ پر بھی اعتراضات کیے اور دوانی کو تیسری بار "حاشیہ اجد" لکھنا پڑا۔

"شرح تجرید" کے علاوہ "شرح مطالع" اور "شرح عضدی" کے سلسلے میں بھی دونوں حضرات دوانی و شیرازی میں باہمی اعتراضات کا سلسلہ جاری رہا اور اس طرح ہر دو شرح کے دو دو حواشی لکھے گئے اور امتیاز کی خاطر قدیم و جدید کہلائے۔

سلطان یعقوب بائندری کے دربار میں ایک دوسرے فاضل مولانا اسحاق تبریزی سے بھی اُن کے علمی مباحثے اور مناظرے رہتے تھے۔

زوال

محقق دوانی کی عمر کا زیادہ حصہ سلاطین بائندری کی سرپرستی میں گزرا۔ سلطان یعقوب کے بعد اس کے بیٹے بائسنقر نے ۱½ سال حکومت کی اور اس کے جانشین رستم بیگ نے پانچ سال تک حکمرانی کے فرائض انجام دیے۔ اس دور میں احمد شاہ بائندری نے عثمانی سلطان بایزید یلدرم کی مدد سے ایران پر حملہ کیا، اور ذی قعدہ ۹۰۲ھ میں ایک جنگ میں رستم بیگ مارا گیا اور احمد شاہ تخت پر قابض ہوگیا۔ اس نئے بادشاہ نے دوانی کی قدر و منزلت میں کوئی فرق نہ آنے دیا بلکہ اس میں کچھ اضافہ ہی ہوا۔ احمد شاہ کی مہربانی اور لطف و کرم کو دیکھتے ہوئے اس کے مخالف قاسم بیگ نے جلال الدین دوانی کو تنگ کرنا شروع کیا اور خاصا مال بھی چھین لیا۔ دوانی نے قاسم بیگ کا لقمۂ تر بننے سے یہی بہتر سمجھا کہ شیراز چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ وہ شیراز سے جرون چلے گئے۔

آخری ایام

۸۰۹ ہجری میں جب بائندری خاندان کے سلطان ابوالفتح بیگ نے دوبارہ شیراز پر قبضہ کیا تو یہ خوشخبری سن کر دوانی نے کازرون کا رخ کیا اور ابوالفتح بیگ سے جا ملا۔ ابوالفتح بیگ نے عزت و احترام سے خوش آمدید کہا۔ لیکن چند ہی دنوں کے بعد ۹ ربیع الثانی ۹۰۸ھ بروز سہ شنبہ بمرضِ اسہال دوانی کا انتقال ہوگیا اور وہ دوان میں دفن کیے گئے۔

تصانیف

دوانی نے عربی و فارسی دونوں زبانوں میں علم و ادب کا خاص وقیع ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ ان ہی گوہر ہائے گراں مایہ کے پیشِ نظر قوم نے ان کو "محقق" کا خطاب دیا۔ دوانی کے رشحاتِ قلم میں زیادہ تر حواشی اور شرحیں ہیں تاہم چند مستقل بالذات کتابیں بھی ہیں۔ دوانی کی معروف تصانیف پر ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔

حواشی

۱۔ حاشیہ قدیم بر شرح تجرید: محقق نصیر الدین طوسی (م ۶۷۲ھ) کی کتاب "تجرید" پر مولانا علاء الدین علی قوشجی نے شرح لکھی، اس پر یہ حاشیہ ہے۔

۲۔ حاشیہ جدید بر شرح تجرید: صدر الدین شیرازی کے جواب میں یہ حاشیہ ۸۹۶ھ میں لکھا۔

۳۔ حاشیہ اجد: شرح تجرید مذکور پر تیسرا حاشیہ ۸۹۷ھ میں قلمبند کیا۔

۴۔ حاشیہ قدیم بر مطالع: علمِ منطق میں قاضی سراج الدین ارموی نے "مطالع الانوار" لکھی اور اس کی شرح ملا قطب الدین رازی نے "لوامع الاسرار" کے نام سے لکھی۔ اس شرح پر دوانی نے حاشیہ لکھا۔

۵۔ حاشیہ جدید بر شرح مطالع: حاشیہ قدیم پر اعتراضات حاشیہ جدید میں رفع کیے گئے ہیں۔

۶۔ حاشیہ شرح عضدی: علامہ ابن حاجب (م ۶۴۶ھ) کی کتاب "مختصر الاصول" پر عضد الدین ایجی اور سید شریف جرجانی نے شرحیں لکھیں۔ شرح عضدی کے ابتدائی حصے پر دوانی نے بھی حاشیہ لکھا، اور شریف جرجانی پر کیے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا۔

۷۔ حاشیہ حکمت العین: محقق طوسی کے شاگرد علامہ نجم الدین کاتبی قزوینی کی کتاب "حکمت العین" پر کئی حواشی لکھے گئے۔ منجملہ ان کے دوانی کا حاشیہ "سواد العین" ہے۔

۸- حاشیہ تہذیب منطق: علامہ سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۱ھ) کی کتاب تہذیب المنطق والکلام پر حاشیہ ہے۔

شروح

۹- شرح ہیاکل النور: "ہیاکل النور" اشراقی فلسفی شیخ شہاب الدین کی مشہور تالیف ہے۔ دوانی نے اس کی شرح "شواکل الحور" کے نام سے لکھی۔ اس شرح پر بہت رَد و قدح ہوئی ہے۔ دوانی نے یہ شرح برصغیر کے مشہور مدبّر خواجہ محمود جہان گاوان کے نام منسوب کی تھی۔

۱۰- شرح عقائد عضدی: قاضی عضد الدین ایجی کی کتاب "العقائد العضدیہ" ہے۔ دوانی نے جبرون میں ۹۰۵ھ میں اس کی شرح لکھی۔

۱۱- شرح اربعین نوویؒ: شارح صحیح مسلم امام یحییٰ بن اشرف نووی نے چالیس احادیث کا انتخاب کیا جو اُن کے نام سے مشہور ہے۔ اربعینِ نووی کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور اسی لحاظ سے اس پر شروح و حواشی لکھے گئے۔ دوانی نے بھی شرح لکھی ہے۔

فارسی تصانیف و متفرق کتب

۱۲: اخلاق جلالی: کتاب کا اصل نام "لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق" ہے۔ اخلاقِ جلالی کے نام سے معروف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دوانی کا لقب "جلال الدین" تھا۔ اس کتاب کی تالیف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سلطان حسین اپنا اکثر وقت کتب بینی میں صرف کرتا تھا۔ اُسے اپنے کتب خانے میں ایک کتاب دکھائی دی جو یونانی فلاسفہ کے فلسفۂ اخلاق پر مبنی تھی۔ اس میں کئی مفید باتیں تھیں۔ علم دوست بادشاہ نے اسلامی فلسفۂ اخلاق پر جلال الدین سے کتاب لکھنے کی فرمائش کی۔ دوانی نے محقق نصیر الدین طوسی (م ۶۷۲ھ) کی "اخلاقِ ناصری" کو بنیاد بنا کر یہ کتاب لکھی۔ "اخلاقِ ناصری" درحقیقت ابنِ مسکویہ (م ۴۲۱ھ) کی "کتاب الطہارہ" کا ترجمہ ہے۔ "اخلاقِ جلالی" کا انگریزی ترجمہ W.H THOMPSON نے "PARACTICAL PHILOSPHY OF THE MOHAMMADAN PEOPLE" کے نام سے ۱۸۳۹ء میں کیا۔

۱۳- انموذج العلوم: یہ رسالہ دس علوم کی تحقیق پر مشتمل ہے۔ اس میں مسئلہ حدوثِ عالم سے بحث کی گئی ہے۔ اسے سلطان محمود شاہ گجراتی کے نام معنون کر کے اپنے شاگرد رشید شمس الدین محمد کے ذریعے اس کے دربار میں بھیجا تھا۔

۱۴۔ رسالہ زوراء: اس رسالے کی وجہِ تصنیف یہ ہے کہ دوانی نے بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے خواب میں سیدنا حضرت علیؓ کو اپنی جانب ملتفت پایا۔ اس لیے انھوں نے یہ رسالہ لکھا اور ان کے روضے پر پڑھا۔ رسالے کا موضوع فلسفہ و تصوف ہے۔ قاہرہ سے تعلیقات کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔ یہ رسالہ ۸۷۰ھ/۱۴۶۵ء میں مکمل ہوا۔

چونکہ رسالہ مغلق اور مختصر ہونے کی وجہ سے عام فہم نہیں تھا، لہذا ایک طالب علم کی فرمائش پر خود ہی اس کی شرح لکھی۔ نیز ایک عبارت کی تشریح و توضیح کے لیے مختصر سا رسالہ "حاشیہ صغیر" کے نام سے لکھا۔

رسالہ زوراء پر کئی حواشی و شروح لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے مخدوم نعمت اللہ سندھی کی شرح بہت خوب ہے۔

ماخذ

۱۔ حبیب السیر۔ خوندمیر۔
۲۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔
۳۔ اخلاقِ جلالی۔ جلال الدین دوانی۔
۴۔ قاموس المشاہیر۔ نظامی بدایونی۔
۵۔ تاریخ ادبیاتِ ایران۔ رضا زادہ شفق۔
۶۔ لباب المعارف العلمیہ۔ عبدالرحیم۔

کلامِ حکیم: مرتبہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی

یہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم کا مجموعۂ کلام ہے۔ خلیفہ صاحب مرحوم کو شعر گوئی کا ذوق فطری طور پر ودیعت ہوا تھا اور انھوں نے غزل، نظم، قطعہ، رباعی وغیرہ مختلف اصنافِ سخن پر طبع آزمائی کر کے اپنی شعری صلاحیتوں کا سکہ بھی بٹھا دیا۔ اس مجموعے میں ان کے متوازن و متحرک ذہن کے بہت سے گوشے بے نقاب نظر آتے ہیں۔

قیمت: نو روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور